جہات

پاکستان اور اسلامی نظامِ معیشت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ!

"سہ ماہی منہاج" کا اسلامی معیشت نمبر پیش کرتے ہوئے مجھے مسرت اور غم دونوں ایک ساتھ محسوس ہو رہے ہیں۔

"مسرت" کی وجہ تو یہ ہے کہ مرکزِ تحقیق کو وقت کے اس اہم ترین مسئلے پر ملک کے نامور علماء اور ماہرین کے "افکار" پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، جو یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔

جبکہ "غم" کا باعث یہ ہے کہ یہ خصوصی شمارہ جس شخصیت کے فکر کا مظہر اور جس ہستی کے خواب کی تعبیر ہے وہ آج ہمارے اندر موجود نہیں ہے۔ میری مراد سہ ماہی منہاج کے بانی مولانا سید محمد متین ہاشمی صاحب۔ قدس سرہٗ سے ہے جنہیں آج بھی مرحوم لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں۔ مرحوم نے نہ صرف اس شمارے کا بنیادی تصور پیش کیا بلکہ اس کا بنیادی خاکہ بھی بنایا اور اس کے لیے مقالہ نگاروں کا بھی انتخاب کیا۔ مگر افسوس آج وہ ہمارے اندر موجود نہیں ہیں، اور انہیں اس خصوصی نمبر کی اشاعت کا موقعہ نہ مل سکا مگر مجھے یقین ہے کہ اپنے خواب کی اس تعبیر پر، ان کی روح عالمِ بالا میں ضرور خوش ہو رہی ہوگی۔

ہم یہاں کچھ عرض کرنے سے پیشتر مولانا مرحوم کا وہ اقتباس نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو انہوں نے ڈاکٹر نور محمد غفاری کی کتاب "سرمایہ دارانہ نظامِ انشورنس اور اسلام کا نظامِ کفالتِ عامہ" کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

عہدِ جدید کو عہدِ معاشیات کہا جاتا ہے ان معنوں میں کہ عصرِ حاضر میں جتنے انقلابات

ممالکِ عالم میں رُونما ہوئے اکثر وبیشتر ان کی اساس معاشی تھی فیوڈلزم FUDALISM کا نظام شکست و ریخت کا شکار ہوا۔ بادشاہتیں رخصت ہوئیں اور ذرائع معاش میں وسعت پیدا ہوئی۔ نئی ایجادات ہوئیں، سائنس نے ترقی کی، کارخانے قائم ہوئے، رسل و رسائل ابلاغ عامہ کے سلسلے وسعت پذیر ہوتے، برسوں کے سفر منٹوں میں طے ہونے لگے۔ لاسلکی ذرائع ظاہر ہوئے پھر الیکٹرانک کا دور آگیا اور آج پوری دنیا ایک کنبہ کی شکل اختیار کرچکی ہے۔ ان تمام ترقیات کو سرمایہ دارانہ نظام نے جنم دیا اور بھرپور تحفظ فراہم کیا لیکن اگر بغور جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ سرمایہ دارانہ نظام درصل ظالم ترین استحصالی نظام ہے جس نے طبقات جنم دیے اور صرف افراد ہی کو نہیں بلکہ ملکوں کو جبر و استحصال کا شکار بنایا۔ ایسی فضا میں فطرت انسانی کے مطابق حسد اور عناد کا پیدا ہونا ضروری تھا، کیونکہ ایک طبقہ ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر حکم دیتا تھا ائیر کنڈیشنڈ کاروں میں سفر کرتا تھا، اپنے بچوں کو ہی نہیں بلکہ اپنے کتوں کو بھی بہترین رزق اور تحفظ فراہم کرتا تھا اور محنت کش طبقہ ٹوٹے پھوٹے جھونپڑوں میں زندگی بسر کرتا تھا، کتے کیک کھاتے تھے، اور محنت کش طبقے کے بچے روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترستے تھے۔ ان کی پرورش کیچڑ بھری نالیوں کے کیڑوں کی طرح ہوتی تھی، تعلیم سے وہ محروم تھے۔ انصاف انہیں میسر نہ تھا جسمانی صحت کا ان کے لیے کوئی نظام نہ تھا۔ لہٰذا لازماً اس کا ردِعمل ہونا تھا اور وہ ردِعمل اشتراکیت کی شکل میں ہوا۔ اشتراکیت نے بڑے خوش کن نعرے لگائے اور اس کے جھنڈے کے نیچے پسے ہوئے عوام اکٹھا ہوگئے۔ پھر کارل مارکس کے فلسفے نے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ کروڑوں انسان مارے گئے۔ طبقاتی کش مکش شروع ہوگئی۔ سرمایہ دارانہ نظام کا سفینہ تقریباً غرقاب ہوگیا ـــــ بستی بستی اور نگری نگری میں کسانوں اور مزدوروں کی تنظیمیں قائم ہوئیں جنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اقتدار محنت کش طبقے کے ہاتھ میں ہوگا۔ محنت کشوں کی ریاستیں بنیں اور عوام سنہری جال میں گرفتار ہوگئے۔ فکر پہ پہرے بٹھا دیے گئے، آزادیٔ اظہار چھین لی گئی مسجدوں اور گرجاؤں کو کلب گھروں اور ناچ گھروں میں تبدیل کر دیا گیا۔ مذہب کو افیون قرار دیا گیا اخلاقی قدروں کو فرسودہ روایات قرار دے کر یکسر پامال کر دیا گیا لیکن بقول علامہ اقبال

زمامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
طریقِ کوہ کن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

گورباچوف کا دور آتے ہی الحمد للہ کہ کمیونزم کا تیا پانچا ہو گیا اور اب لینن کے بت جو روس کے چوراستوں پر ستر برس سے نصب تھے ڈھائے اور گرائے جا رہے ہیں کمیونزم کے حامیوں کو اس کی حقیقت کا پتہ چل گیا ہے مختصر یہ کہ سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت دونوں شکست کھا گئے ہیں اب دنیا میں کوئی ایسا نظام نہیں ہے جو طبقاتی کشمکش کو دور کرے اور عوام کی معاشی فلاح کا ضامن بنے۔ اب ساری دنیا کی نگاہیں اسلام کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اقبال نے اس کا ایک ہی حل بتایا ہے۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جدتِ کردار
جو حرف "قل العفو" میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار[1]

سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت نے نوعِ انسانی کو اخلاقی اعتبار سے برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ جلبِ منفعت کے تقاضے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ انسان انسان کے خون تک کا پیاسا ہو گیا ہے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ نظام انسانیت کو دو مرتبہ بھیانک ترین جنگوں میں دھکیل چکا ہے اور اب بھی جہاں کہیں جنگ کے بادل منڈلاتے ہیں اس کی تہ میں اسی سرمایہ دارانہ ہوس کاری کا عمل دخل ہوتا ہے چنانچہ پوری دنیا ایسے نظامِ معیشت جس میں جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی تمیز نہ ہو، سے نالاں ہے اور ایک ایسے نظامِ معیشت کی تلاش میں ہے جو انسانی قدروں کے موافق ہو۔

اشتراکی نظامِ معیشت سوویت یونین کی شکست و ریخت کے ساتھ ہی اپنے منطقی انجام کو پہنچ رہا ہے اب وہ مسلمان ممالک جو کسی نہ کسی حد تک ان دونوں معاشی نظاموں سے متاثر تھے ان میں اسلامی نظامِ معیشت کو اپنانے کی فکر پیدا ہو رہی ہے۔ اگرچہ یہ فکر ابھی تحریک کی شکل نہیں اختیار کر سکی

---

[1] سرمایہ دارانہ نظامِ انشورنس اور اسلام کا نظامِ کفالتِ عامہ ص ۱-۲

اور ابھی تک کام فکری بنیادوں پر ہی ہو سکا ہے عملی طور پر ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے تاہم یہ بات بھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے خوش آئند ہے۔

جہاں تک پاکستان میں اسلامی نظامِ معیشت کے اجرأ کا تعلق ہے تو یہاں اس سلسلے میں چند ایک عملی اقدام بھی کیئے گئے ہیں مثلاً زکوٰۃ و عشر کے نظام کا احیاء۔ نفع نقصان میں اشتراک کی بنیاد پر بینکاری۔ مضاربہ کمپنیوں کا اجرأ۔ بیت المال کا قیام وغیرہ۔

ان اقدامات میں سے عشر زکوٰۃ کا نظام تقریباً ناکامی کے دہانے پر کھڑا ہے اور اس میں اصلاح کے لیے کوئی قدم نہیں اُٹھایا جا رہا۔ اس کا غلط استعمال لوگوں میں اس نظام سے متعلق بدگمانیاں پیدا کر رہا ہے۔ اس تجربہ میں جو خطا کے پہلو سامنے آ رہے ہیں ان کو درست کرنے کی بڑی شدید ضرورت ہے ورنہ یہ اسلامی نظامِ معیشت کو ناکام کرنے کی سازش کے مترادف ہوگا۔

بیت المال کا قیام بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس میں جو غور طلب چیز ہے وہ بیت المال کے ذرائع آمدن کا پہلو ہے اسلامی حکومت کے بیت المال سے زکوٰۃ و عشر الگ نہیں رکھے جا سکتے البتہ دیگر ذرائع آمدن بھی بیت المال میں جمع ہوتے ہیں جو اپنے اپنے طے شدہ مصارف میں صرف ہوتے ہیں۔ بیت المال کی حیثیت اسٹیٹ بنک کی سی ہے۔ جبکہ یہاں بیت المال کو صرف کچھ رقم دے کر اسے سوسائٹی کے معدودے چند افراد کی جزوی کفالت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جو کسی بھی طرح اسلامی حکومت کے بیت المال کے فرائض ادا نہیں کر سکتا۔

پی۔ ایل۔ ایس اکاونٹ پر ملکی رسائل میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور یہ بات اب طشت از بام ہے کہ مارک اپ اور مارک ڈاؤن سود سے پاک صورت کاروبار نہیں ہے۔ اور یہ اسلامی مضاربت و شراکت کی کسی صورت پر منطبق نہیں ہوتا۔ ایک بات جو اسلامی نظامِ معیشت میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ سرمایہ اور محنت مساوی حقوق رکھتے ہیں بلکہ محنت کو ایک درجہ فوقیت حاصل ہے جبکہ بنک جمع شدہ سرمایہ پر کوئی محنت نہیں کرتا نہ تو اس سے خود فیکٹری لگاتا ہے اور نہ خود تجارت کرتا ہے بلکہ حفاظت اصل زر مع طے شدہ نسبت نفع پر آگے کسی کے حوالے کر دیتا ہے جو صریحاً سود ہے۔

معاشیات کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے پاکستان میں اب تک نظری اور فکری

بنیادوں پر بہت کام ہوچکا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کے علاوہ اس موضوع پر متعدد کتب طبع ہوچکی ہیں۔ رسائل و جرائد میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے منہاج کا یہ شمارہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کا مربوط فیصلہ اس بات کا مظہر ہے کہ پاکستان کے عوام میں سُود کی لعنت سے چھٹکارا پانے اور اسلامی نظامِ معیشت کی آرزو کس قدر شدید ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اب عملی اقدام کی طرف فوری توجہ دی جائے اور سُود اور دیگر تمام غیر اسلامی طریقہ ہائے تجارت کو فی الفور کالعدم قرار دے دیا جائے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اس راستے میں بعض دشواریاں پیدا ہوں گی لیکن یہ تمام دشواریاں اس دشواری سے بہرحال کم ہی ہوں گی جو ہم اللہ تعالیٰ سے برسرپیکار رہ کر اُٹھائے ہوئے ہیں۔

در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں
شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی

غلام حسین